لوگوں کو واحد خدا کی طرف بلاؤ

(فرمودہ ۲۴-اکتوبر ۱۹۱۳ء- بمقام قادیان)

تشہّد' تعوّذاورسورۃ فاتحہ اوراخلاص کی تلاوت کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بڑی طاقت دی ہے-ایسی قوتیں اسے بخشی ہیں جن کی وجہ سے یہ سب پر حکمران ہے حالانکہ جسم کے لحاظ سے کئی جاندار اس سے بڑھ کر ہیں- باوجود اس کے بعض قوتیں اس میں ایسی ہیں جن سے کام لے کر انسان ان بڑے بڑے جانداروں پر حکومت کرتا ہے- انسان کو تو یہاں تک دسترس حاصل ہے کہ اسے پَر نہیں دیئے گئے پھر بھی یہ اُڑ سکتا ہے- وہ حشرات الارض جو اسے کھلی آنکھ سے نظر نہیں آسکتے ان پر بھی اس نے قابو پالیااوران کے ہلاک کرنے کا سامان بہم پہنچالیا- سورج 'چاند 'ستارے کروڑوں میل پر واقع ہیں' ان سے بھی یہ فائدہ اٹھاتاہے- آفتاب کی روشنی سے کام لیتا ہے' بجلی سے کام لیتاہے' ایتھر سے کام لیتاہے غرض جو کچھ دنیا میں ہے یہ ان پر حکمران ہے- سچ ہے- خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا [1] مگرباوجود اس طاقت وحکومت کے کمزورایسا ہے کہ ایک منٹ کیلئے بھی نہیں بتاسکتا کہ مَیں زندہ رہوں گا- ایک طرف ایسی طاقت اورایک طرف ایسی کمزوری بتاتی ہے کہ ایک ہستی ہے جو سب پر حکمران ہے- وہ بادشاہ جس کی سلطنت میں آفتاب غروب نہیں ہوتا' اپنی تاجپوشی کے دربار کا اعلان کرتاہے اورآخر مجبور ہوکرایک عمل جراحی کراتاہے اور دربار ملتوی کرنا پڑتا ہے-

بے شک وہ بڑی حکومت کا مالک تھا مگر خدا تعالیٰ نے بتادیا کہ مَیں اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ ہوں۔ غرض انسان کے اندر ایسی شہادتیں موجود ہیں جو اسے متنبہ کرتی رہتی ہیں کہ تجھ پر حکمران ایک طاقتور ہستی ہے اور وہ ایک ہے' اس کے سوا جن چیزوں کو بعض نادانوں نے معبود ٹھہرایا وہ تو ایسی کمزور ہیں کہ خود انہی کے بھائی بند دوسرے انسانوں نے اس میں تصرف کیا۔ گنگا میں کوئی نہر نہ تھی۔ خوش اعتقادوں نے کہا یہ پرمیشر کی ہے' اس میں سے حصہ نہیں لینے دیا۔ آخرایک صاحب نے اس میں سے بھی نہر کاٹ لی۔ اور کسی نے خوب برجستہ مصرع کہا۔

کاٹ لی ۲؎ نے نہر گنگا کاٹ لی

بے شک انسانوں کو ایسی طاقتیں دی گئی ہیں۔ مگر دوسری طرف اسے حد سے بڑھنے نہیں دیا۔ وہ بڑے بڑے دعوے کرتا ہے لیکن ایسی ٹھوکر دیتا ہے کہ اسے اقرار کرنا پڑتا ہے مجھ پر حکمران ایک اور ہستی ہے۔ ایک مقام کے لوگوں نے حضرت اقدس سے ایک مسجد کے بارے میں عرض کیا۔ فرمایا اگر ہمارا سلسلہ سچا ہے تو یہ مسجد تمہیں مل جائے گی۔ بعض وقت قبولیت کے لئے خاص ہوتے ہیں۔ اس کے بعد مقدمہ شروع ہوا۔ جج جس وقت فیصلہ کیلئے بیٹھے تو ایک جج نے جو مسلمان تھا مخالفت شروع کی۔ وہ فیصلہ احمدیوں کے خلاف لکھ کر گھر سے چلنے لگا اور نوکر کو بوٹ پہنانے کا حکم دیا کہ جان نکل گئی۔ پھر اس کے قائم مقام جو جج ہوا' اس نے احمدیوں کو مسجد دلادی۔ یہ خدا کے کام ہیں اور وہ اپنی باتیں یوں منواتا ہے' اس میں کسی انسان کا دخل نہیں ہوسکتا۔ کوئی عہدے میں خواہ کتنا بڑھ جائے' وائسرائے ہو یا نواب بادشاہ ہو یا دنیا کی اصطلاح میں شہنشاہ (اصل شہنشاہ تو خدا ہے) آخرایک غریب کی طرح مٹی میں دفن ہوتا ہے۔ یہ تو بادشاہوں کا حال ہے مگر ان سے بھی بڑھ کر ایک اَور گروہ ہے جن کے مقابلے میں بادشاہ ہمیشہ ہارتے رہے ہیں یعنی انبیاء' وہ بھی خدا کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں۔

دیکھو حضرت موسیٰؑ جیسے آدمی نے فرعون جیسے مطلق العنان اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی ۳؎ کہنے والے بادشاہ کا مقابلہ کیا۔ اور وہ آپ کے سامنے ذلیل وخوار سمندر میں غرق ہوا۔ مگر خود جب خدا کا فرستادہ ملک الموت آیا تو اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ کرسکے۔ حتیٰ کے انبیاء میں سے جن کو معبود ٹھہرایا گیا جیسے کرشن' رام چندر' حضرت مسیح' ان پر زیادہ مصیبتیں ڈالی گئیں۔ اور ان میں ایسی کمزوریاں لگادیں کہ جن سے صاف کھل جائے یہ کسی اعلیٰ ومقتدر ہستی کے

ماتحت ہیں۔ ابتلاء تو بے شک حضرت موسیٰ و داؤد و سلیمان علیہم السلام پر بھی آئے مگر دشمن ان پر ایسا غلبہ نہ پاسکاجتنا مسیح پر۔ اس میں یہ حکمت تھی اور اللہ یہ بتانا چاہتا تھا کہ مسیح خدا نہیں بلکہ خدا تو میں ہوں۔

الغرض هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ کا مسئلہ ایسا صاف ہے مگر پھر بھی بعض انسان ایسے گرے کہ انہوں نے پتھروں کو معبود بنایا' درختوں دریاؤں کو معبود بنایا' سانپوں کو معبود بنایا' پیدا ہونے والوں مرنے والوں ہگنے موتنے والوں کو خدا بنایا۔ پھر بعض نے روپے کو خدا بنایا' بعض نے اپنے دوستوں کو' حالانکہ خدا نے اپنے وقت پر ان سب چیزوں کی حد درجے کی کمزوری ثابت کردی۔ جس دوست پر کسی نے بھروسہ کیا' کام پڑنے سے پہلے اسے ہلاک کردیا تا یہ جان لے کہ توکل کے قابل اَور ذات ہے جو حی وقیوم ہے۔ ٹھوکر لگنے پر تو بہت سمجھ جاتے ہیں مگر مبارک ہے وہ انسان جو ٹھوکر لگنے سے پہلے خدا کی باتوں پر ایمان لائے اور اسے ایک جانے' مانے اور اسی کی ذات پر کُل امور میں بھروسہ کرے۔ دیکھو ھندہ نے جب بیعت کی اور حضرت نبی کریم ﷺ نے لَا تُشْرِ کْنَ بِا للّٰهِ کہا تو اس نے کہا کیا اب بھی ہم خدا کا شریک کسی کو بناسکتے ہیں؟ اتنا مقابلہ کیا' ایک طرف ہزاروں لاکھوں آدمی اور دوسری طرف معدودے چند مگر نہ کثرت کام آئی اور نہ بتوں نے کچھ مدد کی۔ جس سے حق الیقین کی طرح ہم پر یہ مسئلہ کھل گیا کہ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ۔ ھندہ اور اس کی قوم نے یہ سمجھا مگر بہت سی ٹھوکریں کھانے کے بعد۔ لیکن وُہ انسان کیا ہی مبارک ہے جو اس مسئلہ کو پہلے سمجھے اور یقین کرے۔

خدا ہی معبود ہے اور وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں کوئی مدمقابل نہیں۔ صرف وہی ذات ہے جو صمد کہلانے کی حقدار ہے کیونکہ صمد اسے کہتے ہیں جس کی مدد کے بغیر کوئی کام ہو ہی نہ سکے۔ اس معبود برحق کو ناراض نہ کرو۔ دیکھو ایک گورنمنٹ کسی پر ناراض ہوجائے تو سب دوست واحباب ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ پچھلے دنوں کا ذکر ہے جب گورنمنٹ لالہ لاجپت رائے پر ناراض ہوئی تو آریہ سماج جس کی وہ ازحد مدد کرتے رہے اور کرتے ہیں نے ریزولیوشن پاس کئے کہ ان کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ تو پھر وہ اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ جس پر ناراض ہو اس کا کیا حال ہوگا۔ پس تم سب اس ذات پاک کو راضی کرو۔ اور اس کی ایسی عبادت کرو جیساکہ حق ہے عبادت کرنے کا۔ شرک سے بھی انسان جبھی بچ سکتاہے کہ ہرامر میں اللہ کی فرمانبرداری کاخیال رکھے' اسے خوش کرو تو سب خوش۔

مخلوق کو خوش کرنے کے درپے ہونے سے کیا بن سکتا ہے' خالق کو راضی کرو پھر سب راضی ہی راضی ہیں- دعائیں کرتے رہو کہ بڑی بڑی خفیہ راہوں سے شرک آتا ہے- سب سے بڑا شرک تو اس زمانے میں دنیا پرستی کا تھا جسے امام نے یہ عہد لے کر توڑا-

"مَیں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا"

اب اس عہد کو نباہو- اگر ہم میں بھی امانتوں میں خیانت کرنے والے' چوریاں کرنے والے' رشوتیں لینے والے' جھوٹ بولنے والے ہوں تو ہم میں اور غیر میں فرق کیا ہوا-

حضرت اقدس کے زمانہ میں ہم سیکھتے تھے' اب ہمارے کام کرنے کے دن آئے ہیں- چاہیئے کہ پورے جوش کے ساتھ اس اَحَد- صَمَد- لَمْ يَلِدْ- وَ لَمْ يُوْلَدْ- وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا کی فرمانبرداری میں لگ جائیں اور لوگوں کو اس واحد خدا اور اس کے مامور کی طرف بلائیں تاان مصائب سے نجات پائیں جو عذاب الٰہی کی صورت میں ہر طرف سے بڑھ رہی ہیں-

(الفضل ۲۹-اکتوبر ۱۹۱۳ء)

۱؎ البقرۃ:۳۰

۲؎ کاٹ لی (ایک انگریز انجینئر)

۳؎ النّٰزعٰت:۲۵ ۴؎ الاخلاص:۲